THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, the March 06, 2024
(335th Session)
Volume I, No. 08
(Nos.01-10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume I SP.I(08)/2024
No.08 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Motion under Rule 263 moved for Dispensation of Rules 2
3. Leave of Absence 2
4. Presentation of the report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Service Tribunals (Amendment) Bill, 2024] 3
5. Presentation of the report of the sub-committee of the Senate Standing Committee on Overseas Pakistanis and Human Resources Development regarding the problems faced by Overseas Pakistanis 4
6. Point raised by Senator Saadia Abbasi regarding the performance and legacy of the Caretaker/interim Governments 9
7. Point raised by Senator Mushahid Hussain Sayed regarding Pak-Afghan Transit Trade 11
8. Point raised by Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui regarding role of the Caretaker Governments 13
9. Farewell Speeches by Retiring Senators (2018-2024) 14
   - Senator Prof. Dr. Mehr Taj Roghani 14
   - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 20
10. Point of Public Importance raised by Senator Faisal Javed regarding decision of the Election Commission of Pakistan on reserved seats 21
11. Further Farewell Speeches by Retiring Senators (2018-2024) 24
    - Senator Moula Bux Chandio 24

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Wednesday, the March 06, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mirza Muhammad Afridi) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۖ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ
شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ
وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهَ
فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے پرہیزگاری کی انہیں اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے ساتھ بچالے گا، انہیں کوئی دکھ چھو بھی نہ سکے گا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے۔ اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کی ملکیت میں ہیں اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ تو آپ کہہ دیجئے! اے جاہلو! کیا تم مجھ سے اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کرنے کا کہتے ہو؟ یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور ضرور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔ بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔

سورۃ الزمر (آیات نمبر ٦١ تا ٦٦)

Mr. Deputy Chairman: Now I request Leader of the Opposition to move Order No.2 which is regarding dispensation of rules. Please move the motion.

Motion under Rule 263 moved for Dispensation of Rules

Senator Dr. Shahzad Waseem: I, Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition, move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rule 41 of the said Rules regarding question hour be dispensed with for remaining sittings of the current session.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: The motion is carried and question hour is dispensed with. Now, we take up leave applications.

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر فیصل جاوید بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ 19 تا26فروری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر مولابخش چانڈیو نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 04مارچ تااختتام حالیہ ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ یکم اور 4مارچ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر زرقا نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 04تا 08مارچ ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگی نے بیرون ملک ہونے کی بنا پر مورخہ 26 فروری کو ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Deputy Chairman: Order No. 3. Senator Ali Zafar, Chairman, Standing Committee on Law and Justice. On his behalf Senator Walid, please move Order No. 3.

Presentation of the report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Service Tribunals (Amendment) Bill, 2024]

Senator Walid Iqbal: I, Senator Walid Iqbal, on behalf of Senator Syed Ali Zafar, Chairman, Standing Committee on Law and Justice, present report of the Committee on a Bill further to amend the Service Tribunals Act, 1973 [The Service Tribunals (Amendment) Bill, 2024], introduced by Senator Shahadat Awan in 1st January, 2024.

Mr. Deputy Chairman: Report stands laid. Order. No.4. Senator Engr. Rukhsana Zuberi, Convener, sub-committee of the Senate Standing Committee on Overseas Pakistanis and Human Resources Development.

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری: میں اس میں تھوڑا سا brief کرنا چاہوں گی۔ یہ ایک اہم کمیٹی رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ move کر دیں، میں اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

Presentation of the report of the Sub-Committee of the Senate Standing Committee on Overseas Pakistanis and Human Resources Development regarding the problems faced by Overseas Pakistanis

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: I, Senator Engr. Rukhsana Zuberi, Convener, Sub-Committee of the Senate Standing Committee on Overseas Pakistanis and Human Resources Development, present report of the Committee regarding the problems being faced by overseas Pakistani workers working in different countries.

Mr. Deputy Chairman: Report stands laid. Yes, Madam.

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری: ایک policy planning group ہے جس کو Prof. Syed Nayyar Uddin چلاتے ہیں وہاں پر اس issue کو raise کیا گیا کہ Pakistani workers specially جو GCC countries میں ہیں۔ They are facing threat of unemployment اور اس کی وجہ certification and verification of licensing کا نہ ہے تو ہم نے اس مسئلے کو raise کیا 12th September کو through Calling Attention Notice لیکن ہمارا session نہیں ہو رہا تھا for some reasons it was delayed and then again we had to move a Calling Attention Notice اور پھر اس دوران ہم نے جناب چیئرمین صاحب سے request کی کہ وہ ایک delegation کو lead کریں ان GCC countries کو جو کہ انہوں نے agree کیا اور انہوں نے سیکرٹریٹ کو کہا کہ وہ کچھ معلومات Bureau of Emigration اور دوسرے اداروں سے لے لیں اور اس کے بعد ہم چاروں صوبوں کے ایک representative delegation کو بھیج دیں گے۔ But unfortunately due to communication issue ہم نے جو letter Ministries کو لکھا اور ان سے کہا گیا کہ آپ اپنی comprehensive

report پیش کریں۔ تو منسٹری نے جو comprehensive report پیش کی وہ میں share کرنا چاہوں گی۔ It has something very interesting. انہوں نے کہا کہ GCC countries پاکستانیوں کا 1971 سے preferred destination رہا ہے۔

I would like to repeat what my Chairman Yesterday in National Assembly that we know it 1971 سے پاکستانی کیوں ان ملکوں میں جانا شروع ہوئے تھے کیونکہ ہمارے لیڈر ذوالفقار علی بھٹو نے قرار دیا تھا کہ ہر بندے کے پاس پاسپورٹ ہونا چاہیے۔ He did a lot of work on it ہمارے لوگوں کے لیے وہاں کے راستے اور دروازے کھلے ہوں۔ ساتھ ہی انہوں نے لکھا ہے کہ mutual skills recognition and certification پر کئی سال سے بات چیت ہو رہی ہے۔ The Ministry is having negotiation and interaction with these countries for couples of years about this issue. اس دوران ہمارے کئی ہزار لوگ وہاں جا چکے ہیں۔ جناب چیئرمین! Ministry of Overseas نے یہ مشورہ بھی دیا کہ Federal Education and Professional training کی منسٹری کو lead role دے دیا جائے اور Ministry of Overseas Pakistanis and NAVTTC جو ایک skills development کا ادارہ ہے، TAKAMOL جو ایک سعودی ادارہ ہے۔ Bureau of Emigration and Overseas اور ساتھ promoters کی association کی ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ یعنی یہ ہاؤس یہ decide کرے کہ بلوچستان اسمبلی یہ کام کرلے جو ہمارے کرنے کا ہو۔ یہ اسی طرح کی بات تھی۔ جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں سینیٹر منظور احمد کاکڑ صاحب کا جو Standing Committee for Overseas کے چیئرمین ہیں خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے out of the way جا کر اس issue کو اپنی کمیٹی میں لیا اور دو دسمبر کو ہم نے اس کو discuss کیا۔ پھر اس issue پر ریاض میں ایک exhibition ہو رہی تھی۔ یہ اپنی طرز کی پہلی exhibition تھی جس میں ورکرز کے issue پر بات ہونی تھی۔

So, I requested the Chairman that we should participate in that and I appreciate the Secretariat and

the Chairman that he arranged this delegation visit in one day and we were there, and I also appreciate Special Assistant to Prime Minister and the Ambassador of Pakistan that they were present there.

جناب چیئرمین ! میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ شاید میری گفتگو میں دلچسپی نہیں لے رہے ہیں۔ آج ہمارے پاس time بھی ہے اور میں نے چھ سالوں میں چھ گھنٹے بھی اس ہاؤس کے نہیں لیے ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنی گفتگو کو جاری رکھوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، جاری رکھیں۔ میں نے خود آپ کی رپورٹ پڑھی بھی ہے، دیکھی بھی ہے and I really appreciate it.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Mr. Chairman, the reason for this is not making a speech, the reason is

اس ہاؤس کے جتنے بھی ممبر بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کی مجھے input and support چاہیے۔

It is a very important issue and we have to continue with. I know we will be ending a term on 11th of this month but believe me, I promise and I take it and we will continue working on it. I need help of each Senator and important persons are sitting here to help us.

جناب چیئرمین ! دو جنوری کو یہ کمیٹی بنی تھی۔ اس میں شاہین خالد بٹ صاحب اور ذیشان خانزادہ صاحب شامل تھے۔ پھر ہم نے لگاتار 16 جنوری تا 16 فروری meetings کیں۔ تقریباً 34 Ministries and Divisions آئی تھیں۔ ہم نے ان سے کوئی سوال نہیں کیے۔ ہم نے ان پر کوئی criticism نہیں کیا۔ ہم نے یہ طے کر لیا تھا کہ we will remain positive and we will ask for their help. ہم help کیا چاہتے تھے؟ ہم یہ چاہتے تھے کہ public or private sector کے جتنے بھی ٹریننگ کے ادارے ہیں they should open their doors for these workers, train them and give them the skills without spending any money. We have to reach out with them اور بنیادی طور پر یہ Ministry of

Overseasکا mandate ہے۔ ہم نے ان کا پورا mandate دیکھا لیکن اس mandateمیں وہ چیزیں بھی شامل ہیں جو labor سے تعلق رکھتی ہیں۔ Labor devalue ہو گیا ہے۔ وہ ایجوکیشن سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔ وہ میڈیکل سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔ چونکہ سالوں سے ایک الگ organization کر رہی ہے they are unable to reach. صرف تین ہسپتالوں کو انہوں نے overseas workers کے لیے رکھا ہے جبکہ workers 155 districts سے آرہے ہیں۔

So, we have recommended that this should be transferred to the provinces like in Punjab, there is an Overseas Corporation and they are doing a good job. Senator Shaheen Khalid Butt Sahib was Chairman of it. He briefed the Committee about it.

وہ ہر چیز، ان کے مقدمے، ان کے مسائل اور ان کی شکایات کو دیکھتے ہیں and it is a very effective organization providing best of services in medical and education. Overseas Employment Corporation is conflict of interest because private promoters are working on it and private promoters سارا کام کر لیتے ہیں۔ جو total number of employees باہر جا رہے ہیں۔ جو workers یہاں سے گئے ہیں اس کا OEC 0.3% کے ذریعے گئے ہیں۔ یہ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔

دوسرا وہاں پر SAPM نے بھی کہا کہ یہ conflict of interest ہے when we were discussing in Riyadh. تو ہمیں یہ بتایا گیا کہ Government to Government (G2G) contracts وہ گورنمنٹ کے ادارے کے ساتھ جانا چاہتے ہیں۔ ابھی جو ریاض میں LOI sign ہوئے ہیں وہ 24 ہیں۔ ان میں سے ایک نے بھی نہیں کہا۔ نہ تو یہ government کے ہیں۔ وہ سارے کے سارے private promoters کے ذریعے آئے ہیں۔ I would like to submit جناب چیئرمین! آپ کی مجھے خاص attention چاہیے کہ 2022 میں ہمارے workers کے جو remittances تھے وہ 31.27 billion

dollars تھے۔ 2023 میں وہ 27.33 billion dollars ہیں۔ تقریباً 4 billion dollars ہمارے کم ہوگئے ہیں کیونکہ ہم decision, action اور چیزوں کو handle کرنے میں دیر لگاتے ہیں۔ آپ compare کریں کہ پاکستان کی total GDP export کتنی ہے؟ 39.42 GDP export ہے۔ اب 31 and 39.42 میں فرق ہے۔ Export کو manage کرنے کے لیے import بھی کرتے ہیں۔ ان کے لیے Trade Development Authority پوری دنیا میں exhibition کرتا ہے اور ہر چیز کے لیے ان کے special institutes ہیں جہاں پر ان کو ٹریننگ بھی دیتے ہیں اور ان کے لیے domestic and overseas marketing بھی کرتے ہیں۔ یہ workers ہمارے VIPs ہیں۔ وہ جو سو ڈالر کماتے ہیں وہ سارے کے سارے پاکستان کو ارسال کرتے ہیں اور پاکستان کو support کرتے ہیں۔ So, my submission is that we should open all our resources to them. We should give them best of skills. ابھی بھی ہمارے خیبر پختونخوا، بلوچستان، سندھ اور پنجاب کے لوگ سب سے مشکل کام پوری دنیا میں جاکر کر رہے ہیں۔ پتھر توڑنا سخت گرمی یا سردی میں آسان کام نہیں ہے۔ ہم ان کے لیے کچھ بھی نہیں کر رہے ہیں۔ یہ کتنے شرم کی بات ہے۔ یہ House of the Federation ہے۔ We have to look after them. We have to do whatever we can do to support them and we have to work together. We have to pull all our individual resources and our individual influences, جو بھی ہم کر سکتے ہیں۔ We have to get it together. I promised you Mr. Chairman in front of the آپ کے back side پر جو سورۃ حشر کی آیات یا قائداعظم کی جو تصویر لگی ہے ان شاء اللہ 11th of March will be end of my tenure in the Senate but I will continue from then onward and I need your support because آپ نے آ کر PIPS میں ہمیں جو address کیا senior Engineers, جتنے بھی لوگ بیٹھے تھے they were very impressed with

your knowledge and we think this kind of questions you were putting in. اس کے جواب اگر ہم دے دیں تو ہم بہت آگے بڑھ سکتے ہیں۔

I look forward to your kind support and thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ میڈم! میں نے آپ کی ساری رپورٹ دیکھی ہے اور میں نے آپ کا سارا کام بھی دیکھا ہے. I really appreciate. Thank you اچھا، ایسا ہے کہ ہمارے جو ممبران ریٹائرڈ ہو رہے ہیں ان کی farewell speeches ہوں گی۔ میری خواہش ہوگی کہ وہ اپنی تقاریر کر لیں۔ کل ہم کوئی بزنس نہیں رکھیں گے اور پرسوں بھی بزنس نہیں ہوگا۔ لہٰذا، یہ دو تین دن ہم ان شاءاللہ، ان کو time دیں گے۔ میری خواہش ہوگی کہ وہ اراکین جو retire ہو رہے ہیں، بات کر لیں۔ جی سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: چیئرمین صاحب! آپ نے کہا ہے کہ جو اراکین retire ہو رہے ہیں، وہ بات کر لیں۔ میں ان کے بعد بات کروں گی۔ اس کے بعد آپ مجھے موقع دیجیے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے جو بات کرنی ہے، پلیز کر لیں۔

Point raised by Senator Saadia Abbasi regarding the performance and legacy of the Caretaker/Interim Governments

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں ایک نئی قومی اسمبلی وجود میں آ گئی ہے۔ ایک coalition government ہے، ان کے پاس وہ numbers ہیں کہ آئین میں جمہوریت کو پروان چڑھانے کے راستے میں جو خامیاں ہیں، ان کو ختم کیا جائے۔ میں اس ضمن میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ آج 'ڈان' اخبار نے on the performance and utility of the interim governments کے بارے میں ایک ایڈیٹوریل لکھا ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کو پڑھ کر بتاؤں گی۔ اس کا title, poor performance ہے۔ انہوں نے کہا ہے:

> "The nation is glad to bid adieu to the caretakers. The day could not have come sooner. Interim governments are supposed to

have a limited mandate. They are expected to keep the country running day-to-day, and provide an enabling environment for the smooth transfer of power within the 90-day deadline set in the Constitution. As a rule, caretaker governments should be entirely unremarkable and completely forgettable; instead, these last interim governments will be remembered for the controversial legacy they leave behind. They not only overstayed their lawful term, they also wore out their welcome due to several key appointees` unwillingness to keep within their lane. And, by the end of it all, the caretakers managed to leave the country in an even worse shape than it had been when they took over.

The period between August 2023 and March 2024 will be remembered for the intensified oppression of already marginalized communities, the uprooting and expulsion of Afghan refugees, the repression of a certain political party, the curtailment and evisceration of democratic norms, possibly the most controversial general election held in recent history, and the reversal of hard-fought digital freedoms. As a result, the country slid deeper and deeper into the abyss. Had the caretakers focused on their task and sought to deliver conscientiously, the country may by now have been on the path to healing. For this, there is no forgiveness for

the caretakers` failures. The country will continue paying the price for their complacency for a very long time."

جناب! یہ وہ legacy چھوڑ کر گئے ہیں، اس کو rectify کرنا ہم سب پر لازم ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ caretaker setup کا جو concept ہے، یہ parliamentary democracy کی negation ہے۔ دنیا بھر میں حکومتیں آتی اور جاتی ہیں اور جو incumbent وزیر اعظم ہوتا ہے، وہ اس وقت تک continue کرتا ہے جب تک نیا وزیر اعظم نہیں آ جاتا۔ یہ کہہ دینا کہ وہ fair نہیں ہوں گے یا impartial نہیں ہوں گے تو اس کا result تو ہم نے ابھی حالیہ ان الیکشنز میں اور ہر چیز میں دیکھ لیا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ ہماری ڈیوٹی ہے اور میں سب parliamentarians سے مطالبہ کروں گی کہ پاکستان میں جمہوریت اور بنیادی حقوق کے فروغ کے حوالے سے جو آپ کا role ہے، آپ اس کے لیے کام کریں اور یہ جو آئین میں anomalies ہیں، ان کو ختم کیا جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر مشاہد حسین صاحب۔

Point raised by Senator Mushahid Hussain Sayed regarding Pak-Afghan Transit Trade

سینیٹر مشاہد حسین سید: جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ بات کرنا چاہوں گا۔ Thank you very much for giving me the time. I am just coming from a seminar. ابھی اسلام آباد میں Pakistan-Afghanistan Trade کے موضوع پر ایک بہت اہم کانفرنس تھی۔ افغانستان سے تاجروں کا ایک وفد آیا ہے، اس کے ساتھ پاکستان کے تاجر جو بلوچستان بارڈر سے اور ادھر خیبر پختونخوا کے بارڈر سے آئے ہیں، بڑی جامع بات ہوئی۔ انہوں نے جو باتیں کیں، میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ پاکستان۔افغانستان تعلقات بہت گہرے تعلقات ہیں جو ہماری معیشت کے لیے، ہمارے علاقائی استحکام کے لیے اور ہماری اندرونی دہشت گردی کے خلاف لڑائی کے لیے کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

ان کا یہ کہنا ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ پاکستان اور افغانستان کی تجارت کا حجم پانچ ارب ڈالرز تھا۔ اب ہم نے کچھ پابندیاں لگائی ہیں۔ تین مہینے سے ان تاجروں نے چمن میں دھرنا دیا ہوا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جو ایک طریقہ کار تھا، جو ایک روایتی تجارت تھی، اس کو روکنے کے لیے کچھ نئے taxes لگادیے گئے ہیں اور آمدورفت کے حوالے سے مشکلات کھڑی کردی گئی ہیں۔ Mr. Chairman, I think we have four neighbours. چار میں سے تین کے ساتھ ہمارے تعلقات ٹھیک نہیں ہیں۔ کہیں باڑ لگی ہوئی ہے، کہیں دیوار بنائی ہوئی ہے، ہندوستان کا تو الگ معاملہ ہے، ایران کے ساتھ بھی یہی حال ہے اور افغانستان کے ساتھ بھی یہی حال ہے۔ Mr. Chairman, through your good offices اور آپ کا اپنا گہرا تعلق ہے اس خطے میں تجارت کے حوالے سے، افغانستان، چین اور سینٹرل ایشیا کے ساتھ، we are the one country, they are looking upto کہ گوادر کے ذریعے افغان ٹرانزٹ ٹریڈ ہو۔ یہ جو landlocked countries ہیں، افغانستان ہو، سینٹرل ایشیا ہو، بشمول تاجکستان، ترکمانستان، ازبکستان، قازقستان، کرغزستان they want to be land-linked. لہٰذا، یہ جو افغان تجارت ہے، border کے ساتھ، اس میں رکاوٹیں ختم کی جائیں۔ یہ جو یک طرفہ پالیسی تھی کہ ان کو دھکیلیں گے، ہم چالیس سال تک model میزبان رہے ہیں، ان کی میزبانی جاری رکھیں اور goodwill بھی gain کریں۔ We should take initiative on the border trade. میں آخر میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ایک task force بنائیں، اس میں delink کردیں کوئی واقعہ ہوتا ہے دہشت گردی کا یا کوئی سیاسی مسئلہ پیدا ہوتا ہے کابل اور اسلام آباد کے درمیان، پہلا کام ہم کرتے ہیں کہ border بند کرو۔ اس سے تجارت کو نقصان بھی ہوتا ہے، معیشت کو بھی، اس کے علاوہ انسانی حوالے سے آمدورفت کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک بہت اہم معاملہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنا ذہن اور اپنی سوچ تبدیل کریں اور جتنے بھی ہمسایے ہیں، خاص طور پر افغانستان اور ایران جن سے ہمارا مسئلہ ہے، اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ افغانستان کا جو مسئلہ ہے، اگر تاجر ملنا چاہتے ہیں تو ان کو time دیں، وہ ادھر Roomy's Hotel میں ٹھہرے ہوئے ہیں، میں ابھی ان سے مل کر آیا ہوں۔ وہ تین چار دن ادھر ہی ہیں۔

وہ کابل سے آئے ہیں۔ ان میں خواتین بھی ہیں، مرد بھی ہیں اور ان کے Chambers of Commerce کے presidents بھی ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ میں request کروں گا کہ چونکہ آپ retire ہونے جارہے ہیں تو اگر آپ farewell speech بھی کرلیں۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: میری کئی speeches ہو گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری ہاؤس سے request ہے کہ جو اراکین retire ہو رہے ہیں، مہربانی فرما کر اپنا نام سیکرٹری صاحب کے پاس لکھوادیں تاکہ جو رکن یہاں پر موجود ہیں، میں ان کو speech کا موقع دے دوں۔ سینیٹر عرفان صدیقی صاحب۔

Point raised by Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui regarding role of the Caretaker Governments

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں صرف دو منٹ لینا چاہتا ہوں۔ جو گفتگو محترمہ سعدیہ صاحبہ نے نگران حکومتوں کے حوالے سے کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ question ان کی performance کا نہیں ہے۔ Performance ایک regular حکومت کی بھی بری ہو سکتی ہے اور ہوتی رہی ہے، معاملہ یہ ہے کہ اصولی طور پر caretakers کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیے اس لیے کہ دنیا ان تجربات سے آگے نکل گئی ہے۔ بنگلہ دیش میں یہ تجربہ تھا، وہاں بھی ختم کر دیا گیا۔ پاکستان واحد ملک ہے جہاں caretakers کا رواج اب تک ہے۔ ابھی جو caretakers گئے ہیں، صوبوں میں انہوں نے تیرہ، چودہ مہینے حکومتیں کی ہیں۔ وفاق کے اندر یہ کوئی سات مہینے حکمران رہے۔ یہ کون سے caretakers ہیں؟ انتخابات جب ہوتے ہیں، ان پر بھی انگلیاں اٹھتی ہیں، کارکردگی پر بھی انگلیاں اٹھتی ہیں، کوئی performance نہیں ہوتی۔ کون لوگ ہوتے ہیں، کہاں سے آجاتے ہیں اور پھر غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ تجربہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے جیسے اپنے منشور میں لکھا جس پر پیپلز پارٹی بھی agree کرتی ہے اور ہم بھی کرتے ہیں کہ NAB کو ختم ہونا چاہیے اور 1973 کے آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کو original حالت میں جانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگرچہ یہ ہمارے منشور کا حصہ نہیں ہے لیکن ہم اس پر stress کریں گے کہ caretakers کے نظام کو اب لپیٹ دیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہمارے پاس گیلری میں مرسی پاک ہائی اسکول، پشاور سے بچے آئے ہوئے ہیں، 49 بچے ہیں جبکہ 8 اساتذہ کرام ہیں۔ ہم انہیں ایوان میں خوش آمدید کہتے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر مہر تاج روغانی۔

Farewell Speeches by the Members (2018-2024)

Senator Prof. Dr. Mehr Taj Roghani

سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں بہت کم وقت لوں گی۔ میں کوشش کروں گی کہ اردو میں بات کروں کیونکہ ہمارا لیڈر بھی کہتا ہے کہ اردو میں بات کریں اور جناب چیئرمین نے بھی کہا تھا کہ اردو میں بات کریں کیونکہ یہ ہماری قومی زبان ہے۔ یہ دو، تین منٹ کی تقریر ہے لیکن میں اس سے پہلے ایک عرض کرنا چاہتی ہوں کہ KP سے reserved seats پر براہ مہربانی ڈاکا نہ ڈالا جائے، ہماری reserved seats ہمیں دی جائیں، خواتین کی seats ہیں، ہم اس پر انصاف مانگتے ہیں اور کچھ نہیں، ہمیں انصاف چاہیے۔

Mr. Deputy Chairman, coming to my farewell speech,

آپ کا بہت شکریہ، چیئرمین صاحب کا بھی شکریہ، رفیع اللہ صاحب! براہ مہربانی بیٹھ جائیں۔ آپ دونوں کا بہت شکریہ، آپ دونوں رہیں گے, I am not buttering you میں دل سے کہتی ہوں کہ آپ لوگوں نے جس طرح خندہ پیشانی سے ہم سب سینیٹرز کو اپنے office میں receive کیا، جس خوش اخلاقی سے ہمیں وہاں services دی گئیں، میں ان سب پر تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ ان چھ سالوں میں I know your flights were in turbulence تھیں but anyway both of you اچھے pilots کی طرح اس جہاز کو control میں رکھا، سینیٹ کو control کیا۔

جناب چیئرمین! جب ہم آتے ہیں تو یہاں ہم سے oath, قسم لی جاتی ہے، to be quite honest جب ہم سوچتے ہیں، جب میں سوچتی ہوں، میں کسی کو blame نہیں کرتی، ہم نے اس قسم کی کتنی پاسداری کی یا اس قسم پر ہم کتنا پورا اترے؟ میرے خیال میں وہ قسم نہیں اٹھائی

چاہیے کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے، قسم بہت بڑی چیز ہوتی ہے اور قسم اٹھا کر اسے follow نہ کرنا گناہ عظیم ہے۔اس لیے اسے ختم کر دیں۔

جناب چیئرمین! میں تمام staff کا شکریہ ادا کرتی ہوں، right from the Security Staff to the Ladies Services Centre, یہاں والے staff کا، lifts پر کام کرنے والے لوگوں کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں، انہوں نے بہت اچھی طرح ہمارا خیال رکھا اور ہم نے چھ سال گزارے۔ ان چھ سالوں میں ہمارے کچھ fellow colleagues اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں، میں ان سب کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے۔ میرے husband کی بھی انہی سالوں میں وفات ہو گئی تھی، اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرمائے۔

جناب والا! میری feelings mixed ہیں، میری feelings خوشی کی بھی ہیں اور غم کی بھی ہیں، آپ پوچھیں گے کہ یہ خوشی اور غم کی کیوں ہیں؟ میری feelings خوشی کی اس لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اعزاز دیا کہ اس نے مجھے اس Upper House میں بھیجا، مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ یہ ایوانِ بالا ہے۔ یہ بہت خوشی کی بات تھی کہ اللہ نے مجھے عزت بخشی لیکن غم کی بات یہ ہے کہ یہ تصویر ہمارے سامنے ہے، یہ تصویر ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہی ہے کہ میں نے تو تمہیں انگریزوں کی غلامی سے آزاد کروایا، میں نے تو تمہیں democracy دی، میں نے تو تمہیں کہا تھا کہ تم انصاف کروگے، میں نے تو تمہیں کہا تھا کہ تم امیر اور غریب میں فرق نہیں کروگے۔ یہ تصویر مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ اللہ کے بندو تم نے میرے ملک کا کیا حشر کر دیا ہے۔ اس لیے یہ میرے لیے بہت غم کی بات ہے۔

Mr. Chairman, I should not be blame anyone like you know, I think

میں بھی responsible ہوں کیونکہ قبر میں، میں اور میرا اللہ ہوں گے، وہاں تو جا کر میں نہیں کہوں گی کہ اِس نے مدد نہیں کی، اُس نے مدد نہیں کی۔ مجھے بھی اپنے حصے کا ووٹ ڈالنا چاہیے تھا جو ہمارے قائد نے کہا تھا اور وہ میں نے ڈالا، اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے اور جتنی باقی زندگی دے، اللہ کرے کہ میں ان کے اصولوں پر چلوں۔

جناب والا! قومی اسمبلی نے کچھ Bills pass کیے ہوں گے، x, y, z, OK Bills pass کر لیے، ایک ایک Bill پر جتنا وقت لگتا ہے،, I can't tell you, رفیع اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میرا staff بیٹھا ہوا ہے، میں نے ان سب کو کتنا تنگ کیا۔ ان Bills پر کتنی committee meetings ہوئیں، ایک ایک meeting کا خرچ دیکھیں کہ اس پر کتنا خرچ ہوا ہے۔ میں چھ سال کے دوران جس جس کمیٹی میں گئی، میں چاہوں گی کہ ان committee meetings کا خرچ بتائیں،, before I leave this House, میں Secretary Sahib کو کہوں گی کہ چھ سالوں کے دوران جو committee meetings ہوئیں، ان پر کتنا خرچ آیا؟ ہمیں بھی TA/DA دیا جاتا ہے، کیوں دیا جاتا ہے؟ ہمیں آنے اور جانے کے پیسے دیے جاتے ہیں، میں نے دیکھا کہ رہائش کے پیسے، جب ہمیں Parliament Lodges میں جگہ دی گئی ہے تو پھر پیسے کیوں دیے جاتے ہیں؟ میں نے ان پیسوں کا حساب دیکھنا ہے کہ وہ کتنے ہیں، اگر میں یہاں نہ بھی ہوئی تو میں اپنے colleagues کو request کروں کہ especially you people will be here and please دیکھیں کہ ایک ایک committee meeting پر کتنا خرچ آتا ہے، اس کے بعد ایک سال کے دوران کتنا خرچ آتا ہے۔ میں صرف اپنی committees کی meetings کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں ان پر کتنا خرچ آیا ہے؟

جناب والا! مزے کی بات یہ ہے کہ جو Bills اتنی تگ و دو کے بعد pass ہوئے ہیں، یہ Ministry of Law and Ministry of Finance کے پاس جائیں گے۔ اتنی جدوجہد کے بعد وہ Bill یہاں سے pass ہو گیا تو I got the shock of my life کہ اب یہ قومی اسمبلی میں جائے گا، پرسوں ایک Bill pass ہوا ہے۔ میرا tenure ختم ہو رہا ہے، یہ Bill قومی اسمبلی جائے گا تو, I am going to beg the people there میں انہیں درخواست کروں کہ میرا یہ Bill لائیں۔ یہاں میرا Bill اتنی مشکل سے آتا ہے تو وہاں میرا Bill کون agenda پر لائے گا، ?what is this کیا وہاں super human ہیں؟ ہم جیسے لوگ یہاں doctors, engineers, businessmen committees میں ہیں، قومی اسمبلی کی committees میں بھی وہی لوگ ہیں۔ جب آپ اس ایوان کو ایوانِ بالا کہتے ہیں، جب آپ کہتے ہیں کہ ہم Upper House ہیں، why the Bill should go from

اگرhere to the National Assembly? This is totally nonsense, میں آپ کی جگہ ہوتی تو میں اس چیز کو ختم کرواتی کیونکہ یہاں تو threadbare discussion ہوتی ہے۔ Standing Committee on Health کے چیئرمین ہمایوں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک ایک Bill پر ہم کتنی discussion کرتے ہیں۔ ہاں! اگر قومی اسمبلی کا Bill یہاں آئے تو OK because this is Upper House لیکن یہاں کے Bill کا وہاں جانا، I don't have the word, ابھی میں غصے میں ہوں اس لیے نہیں چاہتی کہ میں کوئی خراب word use کروں۔

جناب والا! جن لوگوں کے تین سال رہتے ہیں، وہ ذرا توجہ سے سنیں۔ میں نے لوگوں کی خدمت کے لیے صرف four points لیے تھے۔ ایک point یہ تھا کہ foreign medical students کے examination کے لیے 70% passing marks ہیں جو دنیا کے کسی بھی ملک میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ! اس کا reply PMDC سے آگیا ہے، Secretary Sahib, انہیں وہ reply دے دیں۔

سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی: جناب چیئرمین! آپ نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ Chairman PMDC کو بلائیں، report لائیں، report کہاں آئی ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی PMDC سے report آگئی ہے۔

سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی: آگئی ہے تو براہ مہربانی وہ report دکھائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ٹھیک ہے، Secretary Sahib, انہیں وہ letter دے دیں۔

سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی: میں امید کرتی ہوں کہ انہوں نے 70% سے کم کیا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ Newports University, Karachi کے بے چارے بچوں کی degree affiliation is not being done. جناب والا! degree affiliation تو ایک ہفتے کا کام ہے، اس کو چار سال ہو گئے ہیں اور وہ degree affiliate نہیں کر رہے ہیں۔ جب ہم باہر سے آتے ہیں تو اپنی degree PMDC کو دیتے ہیں، وہ

affiliate کر دیتے ہیں۔ میں ضیاءالدین یونیورسٹی کے law students کے لیے چار سالوں سے لڑ رہی ہوں کہ ان کا exam لے لیں، بچے رُل رہے ہیں، سڑ رہے ہیں چار سالوں سے ان کا exam نہیں لیا گیا۔ پچھلے پچاس سال سے technologists ہیں لیکن ان کا service structure نہیں بنا ہے۔ Senator Mushtaq Ahmed will bear me out that we fought for them continuously. یہ ہمارا کیسا پاکستان ہے کہ پچھلے پچاس سال سے technologists کام کر رہے ہوں اور ان کا کوئی service structure نہیں ہے۔ یہ بات وہ بچے بھی ضرور سن رہے ہوں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب! ابھی جو سینیٹر صاحبہ فرما رہی ہیں، کیا یہ آپ کی کمیٹی میں discuss نہیں ہوئے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی: جناب! میں پہلے اپنی بات ختم کرنا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بات کریں۔

سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی: جناب! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میرا ضمیر مطمئن ہے۔ جب ہم نے oath لیا تھا، اس وقت میرا ضمیر مطمئن نہیں تھا لیکن ابھی میں مطمئن ہوں۔ میں لوگوں کے مسائل کے لئے دوڑی ہوں۔ میں نے اپنی گاڑی کا پٹرول خرچ کیا ہے، میں مختلف offices میں گئی ہوں، میں خوار ہوئی ہوں، تباہ و برباد ہوئی ہوں لیکن یہ کام مکمل نہیں کر سکی۔ میں باقی مدت کے لئے رہنے والے اپنے colleagues سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ وہ میرے ان چار points کو اپنے آنے والے وقت میں دیکھیں۔ میں نے یہ لکھا تھا اور ابھی کہتی بھی ہوں کہ جو لوگ انسانوں کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں، خدا ہی ان سے انسانوں کا بدلہ لیں کیونکہ ہم نہیں لے سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ Day of Judgment پر ان سے حساب لیں گے۔ Mr. Chairman! It is not your fault, it's not my fault, it's not fault of the Senators, and it's not the fault of bureaucracy, rather its fault of the system. میں پچاس سے پچپن سال اس system میں رہی ہوں۔ میں نے ایک، ایک job کی ہے۔ You name any job and I have done it *Alhamdo lilah*. لیکن یہ system, from

ہے۔ top to bottom rotten اگر یہ rotten system ہم نے ٹھیک نہیں کیا تو آگے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ میں ابھی بتاتی ہوں کہ system کیسے rotten ہے؟ یہاں پر ہمیں بڑے، بڑے پلندوں کی کتابیں تھما دی جاتی ہیں۔ وہ بڑی کتابیں بجٹ وغیرہ کی ہوتی ہیں۔ انہیں کون پڑھتا ہے؟ میں تو نہیں پڑھ سکتی ہوں۔ میں تو صرف دو چھوٹی green books پڑھتی ہوں۔ ان کتابوں پر کیوں اتنا پیسا لگایا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ پچھلے چھ سالوں میں ان پر کتنا پیسا خرچ ہوا ہے، میں اس کا بھی حساب مانگتی ہوں۔

جناب! Parliament lodges میں میرا فلیٹ ان سے بھرا ہوا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ انہیں جلاؤں کیونکہ جلانے کو بھی دل نہیں کرتا، اپنے ساتھ پشاور لے جانے کو بھی دل نہیں کرتا، انہیں پڑھ بھی نہیں سکتی ہوں اور انہیں کسی library کو donate بھی نہیں کر سکتی ہوں۔ وہ کتابیں کوئی نہیں پڑھتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ میرا piece of advice یہ ہے کہ ان بڑی، بڑی کتابوں کی بجائے ہمیں bullet points بنا کر دیے جائیں۔ وہ ہم پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ بڑی کتابیں نہیں پڑھ سکتے۔ میرا آخری point, challenges کے متعلق ہے۔ These challenges are multiple, complex and versatile. میں صرف challenge of economy پر بات کروں گی کیونکہ باقی تمام پر بات نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر میں ایک دن کے لئے وزیر اعظم بن جاؤں اور میرا ایسا کہنا اگر contempt of court نہیں ہے کیونکہ یہاں ساری باتیں contempt of court کے زمرے میں آتی ہیں تو میں سب سے پہلے عیاشیاں ختم کروں گی۔ یہ جتنی سرکاری گاڑیاں دی جاتی ہیں جن کے نام بھی مجھے نہیں آتے، میں وہ سب کے گھروں سے نکالوں گی اور صرف ایک سرکاری گاڑی دوں گی۔ دوسری بات یہ کہ میں پٹرول کو ration کروں گی اور کوئی فری پٹرول نہیں دوں گی۔ سرکاری کام کے لئے آپ کو اتنے mileage کے لئے پٹرول دیا جائے گا باقی اگر بیوی کو پھرانا ہے، سبزی کے لئے جانا ہے یا شاپنگ کرنی ہے، وہ اپنے خرچے پر کریں کیونکہ غریب عوام کا پیسا ان کے لئے نہیں ہے۔ تیسری بات یہ کہ کسی کے لئے فری بجلی نہیں ہوگی۔ میرے گاؤں میں واپڈا والے ہیں اور بیچارے چھوٹے ملازم ہیں۔ رات کو کمبل لیتے ہیں لیکن AC چلاتے ہیں کیونکہ بجلی فری

ہے۔ اللہ کی قسم یہ میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اگر میں وزیر اعظم بنی تو بجلی کو بھی ration کر دوں گی۔

جناب! چوتھی بات یہ کہ ہم سینیٹر صاحبان کو tickets نہیں ملنی چاہیے لیکن ہماری 160, 000 یا 180,000 جو تنخواہ بنتی ہے، اسے زیادہ کریں۔ سرکاری دوروں پر آپ ہمیں ویسے بھی سرکاری خرچے پر بھیجتے ہیں۔ ہماری ٹکٹوں کے پیسے class 4 کے ملازمین پر خرچ کئے جائیں۔ اگر میں آپ کی جگہ پر آجاتی ہوں تو سینیٹ کے جو class 4 کے ملازمین ہیں یا جو lady Senators' service center میں ہیں، وہ بھوکے رہتے ہیں، میں انہیں فری لنچ کراؤں گی۔ وہ one dish ہو گی لیکن انہیں ضرور لنچ کراؤں گی۔ بس میری باتیں یہی ہیں۔ آپ کا بہت، بہت شکریہ۔

(At this stage, the Chair recognized the presence of 5 female students of Women University, Rawalpindi)

(Desk thumping)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ نے بڑے اچھے طریقے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سینیٹر فیصل جاوید! بس ایک منٹ دیں۔ جی سینیٹر عرفان الحق صدیقی۔

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: آپ کا شکریہ۔ میڈم پروفیسر روغانی صاحبہ نے ابھی جن چار نکات کی طرف اشارہ کیا ہے، اس پر ایک الگ تقریر ہو گی۔ انہوں نے بڑی محنت، محبت، ریاضت اور مشقت کے ساتھ یہ معاملات اٹھائے ہیں۔ میں نے تین سال اپنی کمیٹی میں ان کی جو commitment دیکھی، وہ شاید ہی کسی اور رکن میں پائی جاتی ہو۔ میں انہیں زبردست خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ جن نکات کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے، اگر وہ اپنی تقریر میں ان امر کی گواہی دے دیتی تو بڑا اچھا ہوتا کہ پچھلے تین سالوں میں میرے ساتھ جو کمیٹی رہی ہے اور وہ اس کے رکن بھی رہی ہیں، ان نکات پر جتنی پیش رفت اس دور میں ہوئی، اتنی پیش رفت ان کی گزشتہ تین سالوں میں بھی نہیں ہوئی جو ان کی حکومت کا عہد بھی تھا اور وہ اس بات پر agree بھی کریں گی۔ ہم ان تمام معاملات کو ایک کنارے پر لے آئے ہیں۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے law graduates کا مسئلہ حل ہو گیا ہے اور ان کے امتحانات بھی ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ جو

technologists کا مسئلہ ہے، اس حوالے سے اعلیٰ سطح پر قانون سازی ہو رہی ہے۔ بہت سے متعلقہ ادارے جو پہلے agree نہیں کر رہے تھے، اب agreed ہیں۔ اسی طرح انہوں نے کراچی کے ایک ادارے کی بات کی جس کا نام میں نہیں لینا چاہتا کہ اس کی degrees attest نہیں ہو رہی ہیں۔ اس پر ہم نے HEC کو بلایا اور ان کا یہ کہنا ہے کہ انہوں نے ہماری approval کے بغیر اتنی universities کھول لیں اور بچوں سے فیس لے کر انہیں داخلہ بھی دے دیا، اب کہتے ہیں کہ انہیں ڈگریاں دو۔ اب میری کمیٹی ختم ہو چکی ہے۔ جو بھی اگلی کمیٹی بنے گی، میں ان شاء اللہ اس میں ان کا وکیل بن کر بیٹھوں گا اور ہم ان معاملات کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیں گے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی سینیٹر فیصل جاوید۔

Point of Public Importance raised by Senator Faisal Javed regarding decision of the Election Commission of Pakistan on reserved seats

سینیٹر فیصل جاوید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں اپنی الوداعی تقریر آج نہیں بلکہ پرسوں کروں گا جو آخری دن بھی ہوگا۔ میں ابھی ایک urgent نوعیت کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ کل reserved seats کے متعلق الیکشن کمیشن آف پاکستان کا فیصلہ آیا۔ آج ہم اپنی petition لے کر اس کے خلاف ہائی کورٹ جا رہے ہیں۔ Reserved seats تحریک انصاف کا حق بنتی ہیں۔ آئین کا Article 51 اس حوالے سے بہت واضح ہے کہ جس اسمبلی کی جو تعداد ہو گی اور اس میں جس پارٹی کی جتنی نشستیں ہوں گی، آزاد امیدواروں کے جوائن کرنے کے بعد اس حساب سے اسے reserved seats ملیں گی۔ یہ واضح لکھا ہوا ہے لیکن نہ صرف سنی اتحاد کونسل کی جائز سیٹیں روکی گئیں بلکہ دوسری پارٹیوں کو کس قانون کے تحت وہ دی گئی ہیں۔ یہ ہمارا سوال ہے؟ ہم دیکھ رہے ہیں کہ PSL matches ہو رہے ہیں۔ اسٹیڈیم میں خالی نشستیں بھی انہیں دے دیں۔ Panama, a country in Latin America, وہاں 5 مئی کو الیکشن ہونے جا رہا ہے۔ وہاں کے بھی reserved seats کے لئے آپ advance booking کروا دیں تاکہ وہ بھی آپ کو مل سکیں۔ کویت میں 4 اپریل کو الیکشن ہونے جا رہے ہیں۔ وہاں پر بھی آپ advance booking کروا دیں کہ reserved seats تو مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کی ہیں۔ مالدیپ میں 21 اپریل کو الیکشن ہو رہا ہے۔ اس کے بھی reserved seats آپ

انہیں دے دیں۔ اس کے علاوہ Belgium میں بھی الیکشن ہو رہا ہے۔اس سال پوری دنیامیں، مغربی ممالک میں انتخابات ہو رہے ہیں،آپ کو ٹھیک ٹھاک سیٹیں مل سکتی ہیں۔ ویسے بھی پاناماجیسے ممالک میں آپ کےsafe havensتو ہیں،آپ کیsafe reserved seats بھی آجائیں گی،آپ وہ سیٹیں لے لیں۔ یہ جو نوجوان گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں،اس وقت ہم ان کو کیاپیغام دے رہے ہیں، یہ نوجوان کیا دیکھ رہے ہیں،cheating دیکھ رہے ہیں کہ ان نوجوانوں کے ووٹ کے ساتھ یہ ہوگا۔ وہ ووٹ دے دیں، لوگوں کی منشا ہے کہ ان کی اتنی سیٹیں ہوں،انہیں ہم نے ووٹ دیا ہے۔ اول توآپ نے مینڈیٹ چوری کیا ہے۔ تحریک انصاف نے قومی اسمبلی کی 180 سیٹیں جیتی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے کیاکیا، صرف 90 سیٹیں، آپ نے سیٹیں چرائیں اور اس کے بعد reserved seats بھی چوری کیں۔ یہ آپ کیا پیغام دے رہے ہیں؟ عوام کی منشا کیاہے،انہوں نے کس کو ووٹ دیا ہے؟ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ کل Form 45 upload ہوئے ہیں، کل وہ ساری کہانی بتارہے ہیں کہ original کیاہےاورfake کیا ہے۔

اس لیے ہم عدالتوں سےdemand کرتے ہیں کہ آزادانہ تحقیقات کریں۔ اس قیادت اور عوام کے بیچ میں جوtrust deficit ہے،اسے ختم کیاجائے۔ جنہیں عوام نے چنا ہے،وہی عوام کی نمائندگی کریں۔ میں آخر میں ایک بات کروں گا، کہتے ہیں کہ عمران خان کوسیاست نہیں آتی لیکن آج سارے عمران خان کی جیتی ہوئی سیٹیں اس سے مانگ رہے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، فیصل صاحب!

سینیٹر فیصل جاوید: جناب چیئرمین! میں جب بھی بات کرتاہوں توآپ مجھے ٹوکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں آخری بات کردیں۔

سینیٹر فیصل جاوید: آج کہتے ہیں کہ عمران خان کوسیاست نہیں آتی لیکن آج عمران خان کی جیتی ہوئی سیٹیں آپ مانگ رہے ہیں۔ آج کہتے ہیں کہ عمران خان کوسیاست نہیں آتی لیکن آج عمران خان کے مخالف عمران خان کانام لے کر میڈیاکی rating بڑھارہے ہیں، اپنے views بڑھارہے ہیں۔ آج کہتے ہیں کہ عمران خان کوسیاست نہیں آتی لیکن عمران خان نےاس ملک میں clean sweep کرکے دکھایاہےاور ان شاء اللہ وہ وقت دور نہیں ہےجب عمران خان جیل سے باہر آئیں گے۔ ہم یہاں سے مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ عوام نےجو مینڈیٹ دیا ہے،وہ تسلیم

کر کے عمران خان کو فی الفور رہا کیا جائے۔ ان کی اہلیہ کو رہا کیا جائے اور تمام بے گناہ اور مظلوم خواتین و حضرات قیدیوں کو رہا کیا جائے، ان سب کو انصاف دیا جائے۔ پاکستان کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا جب تک ہم اللہ کا حکم نہ مانیں اور انصاف کا نظام یہاں نہ لے کر آئیں۔ اللہ حکم دیتا ہے کہ عدل قائم کرو۔ ہم نے انصاف اور عدل قائم کرنا ہے۔ اللہ کے حکم کی نافرمانی سے ہم نے بچنا ہے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آپ کا شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر مولا بخش چانڈیو صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تشریف رکھیں، فیصل صاحب! میں نے آپ کو وقت دیا ہے۔ اس تقریر کے بعد آپ کو وقت دے دوں گا۔ جی فیصل جاوید صاحب کا مائیک کھولیں۔

سینیٹر فیصل جاوید: شکریہ، جناب چیئرمین! Reserved seats کے حوالے سے میں ایک fact آپ کے سامنے رکھنا چاہتا تھا۔ میں آپ کو خیبر پختونخوا کی مثال دوں گا کہ 19 جیتی ہوئی سیٹوں پر reserved seats 26 دے دی گئیں۔ جمعیت علمائے اسلام نے سات سیٹیں جیتی، انہیں reserved seats 10 مل گئیں۔ پیپلز پارٹی نے چار سیٹیں جیتی، انہیں 6 reserved seats مل گئیں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے چھ سیٹیں جیتی، انہیں 8 reserved seats مل گئیں۔ اے این پی نے ایک سیٹ جیتی، انہیں 01 reserved seat ملی اور PPP (Parliamentarian) کو ایک مخصوص نشست ملی۔ ٹوٹل 19 seats جیتی ہیں اور reserved seats 26 دی گئی ہیں تو وہ فارمولا کیا رہ گیا؟ 0.73 سیٹ پر، یعنی آدھی سے تھوڑی سی زیادہ سیٹ پر ایک پوری سیٹ رکھ دی ہے۔ یہ کہاں ہوتا ہے؟ یہ کیا انصاف ہے؟ جس پارٹی نے سیٹیں جیتی ہوئی ہیں۔۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر فیصل جاوید: بس سائیں ختم کر رہا ہوں۔ مخصوص نشستوں کے حوالے سے میری جو تقریر کا وقت ہے، وہ بھی ان کو دے دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب! میں جارہاہوں۔میں ایک ہفتے سے چیخ رہاہوں،آپ مجھے تقریر کرنے نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے کبھی وقت مانگا نہیں۔جی مولا بخش چانڈیو صاحب۔

Farewell Speeches by the Members

Senator Moula Bux Chandio

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔آج میں پورےایوان کو ایک حقیقت بتاتاہوں۔ مجھے زندگی میں الوداع کرنا بہت برالگتاہے۔ میں ایسے موقع پر اپنے حوصلے کو برقرار نہیں رکھ سکتا ہوں۔میں اسٹیشنوں پر جانے کو بہت برا سمجھتا ہوں، اسٹیشن پر جاکر لوگوں کو الوداع کرتے دیکھوں تو دل اداس ہو جاتا ہے۔ میں نے یہاں جیتے جاگتے ان اراکین کے ساتھ بارہ سال کا وقت گزارا ہے، ان کو کیسے الوداع کہہ سکتا ہوں۔الوداع کہنا بہت مشکل ہے، میں الوداع نہیں کہتا، اللہ سے دعا مانگتا ہوں، اللہ کرے گا آپ خیر سے رہیں گے۔ ہم زندگی میں بار بار ملتے رہیں گے، ضروری نہیں کہ یہی ملنے کا آخری مقام ہے، ملنے کے لیے زندگی میں بہت سے مقامات ہیں۔ ہم ان شاء اللہ بہت سارے مقامات پر ملیں گے۔ ہم نے ایک ساتھ ایسا وقت گزارا ہے،ایک دو پل کے سوا، ایسا وقت گزارا ہے کہ جب ملیں گے تو ہماری آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے پیار بھی ہو گا۔ اس لیے میں الوداع نہیں کہتا، دعا مانگتا ہوں، ہاں، فیصل کو میں بے بی، بے بی کہہ کر چھیڑ تا رہا ہوں، وہ پیار سے کہتا ہوں۔ داڑھی منڈوانے سے بے بی تو نہیں ہوتا، دل بے بی بنا ہوا ہے،اللہ آپ کو خوش رکھے۔ جناب! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں، اگر وقت کم ہے تو میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں نہیں، براہ مہربانی آپ بولیں۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ بات الوداعی تقریر کی نہیں ہے، بات یہ ہے کہ جو وقت گزرا ہے اس میں اچھی باتیں بھی ہوئی ہیں اور بری باتیں بھی ہوئی ہیں لیکن جاتے جاتے میں یہ کہتا ہوں کہ کم از کم ہم اچھی بات کرتے جائیں۔ اگر کوئی ایک لمحہ یاد آئے جس میں ایک پل کے لیے خود پر بھی تنقید نہ کریں تو میرا خیال ہے کہ وہ جانے کا وقت ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں، میں نے حضرت کو دیکھا تو مجھے ان ہی کی بتائی ہوئی باتیں یاد آ گئیں۔ ایک بزرگ دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے،ایک بچھو ڈوب رہا تھا تو ایک آدمی نے ہاتھ آگے کرکے اسے نکالنے کی کوشش کی تو ان کے مرید نے کہا کہ مشتاق صاحب! اس کو ہاتھ نہ لگائیں، اس کا کام ہے ڈنگ مارنا۔ انہوں نے کہا کہ

نہیں، یہ بری بات ہے اسے میں نکالوں گا۔ انہوں نے ہاتھ بڑھایا تو بچھو نے اپنا کام شروع کر دیا۔ بزرگ نے بھی ہاتھ ہٹایا تو وہ ڈوبنے لگا۔

ہمارے ہاں بھی کچھ لوگ ہیں، لاکھ ہم ان کو سمجھائیں کہ یہ موقع نہیں ہے بات کرنے کا، یہ موقع نہیں ہے ڈنگ مارنے کا، یہ موقع خاموشی سے ٹل جانے کا ہے۔ وہ موقع جانے نہیں دیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہی تقریر ہے، اس کے بعد مر جانا ہے۔ میرے بڑے اچھے دوست ہیں، وہ کافی دیر تک کھانا کھا رہے تھے، میرے دوسرے دوست نے ان سے کہا کہ مر رہے ہو، پھانسی چڑھ رہے ہو، کیا ہوا ہے؟ کھانے سے ہاتھ نکالتے ہی نہیں ہو۔ ہم ایسا بول رہے ہیں جیسا آئندہ زندگی میں کبھی بولیں گے ہی نہیں۔ ہم نے اچھے کام بھی کیے ہیں، ہم نے اچھے لمحے بھی گزارے ہیں، ان کو بھی تو یاد کر سکتے ہو۔ صرف ان لمحوں کو کیوں یاد کرتے ہو جن میں تلخیاں رہی ہیں۔ اب تلخیاں بھول بھی جائیں، پاکستان کو آگے لے کر جانا ہے تو تلخیوں کو بھولنا ہوگا، اپنے دلوں کو صاف کرنا ہوگا، ایسے پاکستان آگے نہیں بڑھے گا۔ آپ بات کیسے کریں گے، کیا آپ سیاستدانوں سے بات نہیں کریں گے؟ میں اور فیصل ایک دوسرے سے بات کرنے کو تیار نہیں ہونگے تو یہ ملک آگے نہیں بڑھ سکتا۔ آپ سیاستدانوں سے بات کر لیتے۔ انکار کیا، میں بات نہیں کروں گا۔ پھر آپ کس سے بات کرو گے، ملائکہ سے بات کرو گے؟ پاکستان تو سیاستدانوں نے چلانا ہے، آپ کو سیاستدانوں سے بات کرنی ہو گی۔ جو باتیں زیب دیتی ہیں وہ ضرور کریں، اس کو تنقید کا حصہ ضرور بنائیں لیکن ابھی خواہ مخواہ جاتے جاتے بم مار کر جانا ہے تو وہ اور بات، آپ کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔ فیصل میاں!

چڑھتے سورج کو گالیاں دینا
ہے مشغلہ یہی اندھیروں کا
شب پرستوں کے روٹھ جانے سے
کام رکتا نہیں سویروں کا

کائنات کو آگے چلنا ہے۔ پاکستان کو ان شاء اللہ آگے بڑھنا ہے۔ پارٹیوں کو بھی اپنا سفر جاری رکھنا ہے۔ ایسی تلخیاں کریں جو آگے کام بھی آئیں۔ یہاں اچھے کام بھی ہوئے ہیں لیکن میں ایک بات کا اعتراف ضرور کروں گا، جتنا نام سینیٹ کا ہے اتنا اختیار سینیٹ کا نہیں ہے، جتنا کام سینیٹ کو کرنا چاہیے، سینیٹ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ اپنا بل پاس کروا کر اس کے پیچھے دوڑ دوڑ کر بھاگیں

تو ہو سکتا ہے وہ بل دوبارہ آپ کے سامنے آجائے ورنہ نہیں آتا۔ میرا ایک بل تھا سینیٹ نے اس کو بڑے پیار سے پاس کیا وہ قومی اسمبلی میں پڑا رہا کسی نے بھی نہیں اٹھایا، میں نے دو تین ممبرز کو request بھی کی جو میری اپنی پارٹی سے تھے انہوں نے نہیں اٹھایا، اس بل میں کیا تھا؟ وہ بل میں نے غیر ملکی پاکستانیوں کے لیے پیش کیا، سینیٹ میں میرے مخالف بیٹھے تھے، میں نے ان سے بات کر کے بل پاس کروایا مگر وہ نیشنل اسمبلی سے نہیں ہو سکا، کوئی طریقہ کار ہونا چاہیے جس پر خود بخود عمل ہو، ہم کیوں پیچھے بھاگیں کہ میرا بل سینیٹ میں پاس ہوا ہے اس کو نیشنل اسمبلی میں take-up کیا جائے، وہ بل ایک طریقہ کار کے تحت ہونا چاہیے۔

دوسری اور اہم بات جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جو اٹھارویں ترمیم کے تحت صوبائی خود مختاری آئی ہے، اس کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں ہم ان کو پسند نہیں کرتے، وہ ہمارے لیے ناقابل برداشت ہیں، یہ پاکستان کے سفر کو آگے بڑھانے کے لیے زرداری صاحب اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا کارنامہ تھا، پاکستان کی وفاق پر صوبوں کے اعتماد کو مزید بحال رکھنے کے لیے اٹھارویں ترمیم لائی گئی۔ مجھے یاد ہے ہمارے ایک پختون لیڈر ہیں، میں ان کا نام بھول گیا ہوں، وہ روتے رہے، وہ cabinet میں روئے اور کہا آج میں اس لیے رو رہا ہوں کہ جن باتوں کے لیے میرے بزرگوں نے جیل دیکھی، میرے بزرگوں نے قربانیاں دیں آج اٹھارویں ترمیم کے ذریعے ہماری وہ خوشیاں لوٹ آئی ہیں، پختونخوا کو اپنا نام مل گیا ہے، وہ زرداری صاحب کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔ ایوان میں اچھی اور غلط باتیں بھی ہوتی ہیں لیکن ایک موقع آیا جب جانے دیں، یاد دہانی کے لیے ضرور یاد کروائیں لیکن تنقید کے لیے آپ موقع تلاش کر کے آج ہی سارے بم ماریں گے؟ ایسا نہ کریں اس ملک میں اعتماد کی کمی ہے، پاکستان میں اعتماد کی کمی ہے، اگر پاکستان کو آگے لے کر جانا ہے تو سیاستدانوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنا ہوگا، سیاستدانوں کو ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرنا ہوگا، حقیقتوں کو تسلیم کرنا ہوگا، غلطیوں کا اعتراف کرنا ہوگا، غلطیوں کے اعتراف کے بغیر ملک آگے نہیں بڑھے گا۔ آپ کا ملک گزشتہ سالوں میں فرشتوں نے نہیں چلایا، آپ کا ملک آپ کے ہی سیاستدانوں نے چلایا جن سے غلطیاں ہوئی ہیں، اب آپ سمجھتے ہیں کہ کچھ فرشتے تھے، میں کہتا ہوں آپ ان فرشتوں کا نام لیں میں ابھی ان فرشتوں کے بارے میں آپ کو بتا دیتا ہوں اور یہ کہنا کہ فلاں نہیں ہوگا تو پاکستان نہیں ہوگا، یہ نہیں ہو سکتا۔ قائداعظم تھے، چلے گئے، پاکستان تو چل رہا ہے۔ شہید

ذوالفقار علی بھٹو تھے، چلے گئے، پاکستان تو چل رہا ہے۔ بینظیر صاحبہ تھیں چلی گئیں، پھر بھی پاکستان تو چل رہا ہے، بڑے بڑے نام ہیں جن کا نام لیں تو احترام سے سر جھک جاتا ہے، عدلیہ کی تاریخ میں بھی بڑے نام ہیں، ہمیں ان کا احترام کرنا چاہیے لیکن حساب کتاب بھی رکھنا پڑے گا۔ آپ حساب کتاب نہیں رکھیں گے اور صرف اپنوں کی تعریف کرنے کے جوش میں حقیقتوں کو بھول جائیں گے تو یہ بات اچھی نہیں ہوگی۔ میں پھر اس ایوان میں کہہ رہا ہوں آپ اٹھارویں ترمیم کو نہ چھیڑیں، یہ ترمیم پاکستان کے بقاء کی ترمیم ہے جو محترم زرداری صاحب اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے بحال کروائی۔ یہاں پر ایک خاص بات ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے، ہم ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے ہیں، members ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے ہیں یہ روایتیں اچھی نہیں ہیں۔ تقریر میں ایک کو فرشتہ بنا کر پیش کرنا اور دوسرے کو شیطان ثابت کرنا، ایسی تقریر تو ہر آدمی کر سکتا ہے لیکن ایک موقع آئے جس میں آپ صرف تقریر نہ کریں دل کی باتیں بھی کریں، حقیقتوں کو بھی مانیں اور آپ کہیں کہ ہم سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں، ہم نے بھی غلطیاں کی ہیں ایسا نہیں کہ ہم سے کوئی غلطی نہیں ہوئی، اگر ایسا ہوتا تو بار بار آپ ہی آتے، آپ کو بار بار گھر کیوں جانا پڑتا۔ اب ایسی کوشش کریں، الیکشن کے ذریعہ گھر جائیں تو اچھا ہوگا۔ سیاستدانوں کے گھر جانے کا کوئی اور طریقہ نہ ہو۔ میں ڈپٹی چیئرمین صاحب کو دیکھ رہا ہوں کہ ان کو وقت کا احساس ہے، مجھے بھی آپ کا احساس ہے اور میں بھی کوشش کرتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں جی۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے، آپ ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: آپ کہتے نہیں ہیں لیکن میں اتنی بات تو جانتا ہوں۔ جو اس کرسی پر بیٹھتے ہیں، ان کے دل کی بات تو جانتا ہوں۔ بہر حال، میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اپنی تقریر کی خاطر بہت سے دلوں کو دکھ دوں، میں ایسا نہیں چاہتا لیکن میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر پاکستان کو آگے بڑھانا ہے تو اپنی تلخیوں کو ختم کرنا ہوگا، اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا ہوگا، اگر پاکستان کو آگے بڑھانا ہے تو ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرنا ہوگا۔ یہ ضد چھوڑ دیں کہ آپ فرشتے ہیں۔ یہ ضد چھوڑ دیں کہ آپ کے بغیر پاکستان نہیں چلے گا، ایسا ہر گز نہیں ہے۔ آپ کے بغیر بھی پاکستان چل رہا تھا، چل رہا ہے اور آگے بھی چلے گا۔ اب بہتری اسی میں ہے کہ ہم ایک دوسرے کی غلطیوں کو تسلیم کریں،

برداشت کریں اور ایک دوسرے کے موقف کو سنیں، جو قابل قبول باتیں ہوں ان کو قبول بھی کر لیں۔ ہم ایک دوسرے سے لڑ کر نہیں بن سکتے۔ یہ بات غلط ہے کہ میں بات نہیں کروں گا، یہ ضد اچھی نہیں ہے، بات تو آپ کو کرنی ہوگی، ہمارے بغیر آپ کس سے بات کریں گے؟ اگر ملک چلانا ہے تو ملک کے سیاستدانوں کے بغیر آپ کیسے چلیں گے؟ سیاستدانوں سے بات نہیں کروگے تو کیا بیوپاریوں سے بات کروگے؟ آپ کس سے بات کروگے؟ پاکستان میں رہنا ہے تو پاکستان کے سیاستدانوں سے بات کرنی ہوگی۔ آپ کی یہ منطق انتہائی عجیب و غریب ہے۔ نہیں جی، میں بات نہیں کروں گا۔ غصہ کیوں کرنا؟ آپ ملک کے لیڈر ہیں، آپ نے ملک چلانا ہے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ میں ہاتھ نہیں ملاؤں گا، آپ کیا بچے ہیں؟ آپ بڑے ہو گئے ہیں، ہاتھ نہیں ملاؤں گا، یہ تو بچے کرتے ہیں۔ میں جاؤں اور مشتاق صاحب سے ہاتھ نہ ملاؤں اور side سے گزر جاؤں، میرا یہ کیا طریقہ کار ہے؟ مجھے مشتاق صاحب سے بات کرنی چاہیے، بھائی میں آپ سے ہاتھ نہیں ملا رہا کیوں کہ مجھے آپ سے یہ دکھ ہے۔ جن باتوں پر تلافی ہو سکتی ہے ان باتوں پر اختلاف کو آگے نہیں بڑھانا چاہیے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ میں خود کو ان باتوں تک محدود رکھوں کہ جو باتیں پاکستان کو آگے لے کر جانے کے لیے ضروری ہیں۔ ہمیں اپنے اداروں پر بھی اعتماد کرنا ہوگا لیکن ان اداروں کو بھی یہ احساس کرنا چاہیے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ عوام ہم پر اعتماد کرے تو ہم بھی وہی رویہ اپنائیں۔ ہم جب عوام دشمن رویہ اپنائیں گے تو عوام آپ پر اعتماد نہیں کرے گی، جمہوریت کو چلنے دیں، جمہوریت کو غلطیاں کرنے دیں، بھلے جمہوریت غلطیاں کرے، غلطیاں کرے گی تو جمہوریت ٹھیک ہوگی۔ اگر جمہوریت کو آپ بیچ راستے میں روک دیں گے تو جمہوریت اپنا مقررہ وقت مکمل نہیں کر سکے گی اور ہر دفعہ جمہوریت کے champions مظلوم بن کر آپ کے سامنے آجائیں گے جس سے ملک آگے نہیں بڑھ سکے گا۔

جب ہم چھوٹے تھے تو اسکول میں points لکھتے تھے، ہم اس کو سندھی میں تو کچھ اور بولتے تھے، میں اُن points کی بات یہ کر رہا ہوں، میرا سارا مقصد اس ایک point میں ہے۔ اس ملک میں ایسے جج صاحبان گزرے ہیں جو آج دنیا میں نہیں ہیں لیکن جب بھی ان جج صاحبان کا ذکر زبان پر آتا ہے تو آج بھی پاکستان کے لوگ احترام سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل میں درود پاک پڑھ کر ان کے لیے دعا بھی کرتے ہیں۔ میں اس ملک کے جج صاحبان سے بھی کہتا ہوں کہ ہمیشہ ذات صرف اللہ تعالیٰ کی رہے گی، حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی رہے گی، آپ کے عہدے آنے

جانے ہیں۔ بڑے طمطراق سے کچھ جج صاحبان آئے تھے جو ابھی باقیہ حیات ہیں، ایسے آئے تھے کہ جیسے جائیں گے نہیں، ایسے باتیں کرتے تھے کہ جیسے اللہ نے ساری طاقت ان کو دے رکھی ہے لیکن ہم نے دیکھا کہ جب وہ اپنے منصب سے اترے تو اب وہ گھر بیٹھے ہیں اور کوئی ان کو پوچھتا نہیں ہے۔

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

آپ ابھی یہاں گھوم پھر رہے ہیں آپ کو کوئی نہیں پوچھتا، ایمان سے کوئی یاد بھی نہیں کرتا، ابھی قریب ہی میں تین چار جج صاحبان گزرے ہیں، خدا کی قسم ان کو کوئی نہیں یاد کرتا کہ فلاں جج صاحب کہاں ہیں؟ ہاں، جن کو یاد کرتے ہیں وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن پھر بھی ان کو یاد کرتے ہیں، یعقوب علی خان یاد آرہا ہے، دُراب پٹیل صاحب یاد آرہے ہیں، فخر الدین جی ابراہیم صاحب کو لوگ یاد کر رہے ہیں۔ یہ جج صاحبان ہیں، میں بہت سارے جج صاحبان کو جانتا ہوں، میری کتابوں کے ساتھ دوستی ہے لیکن۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جی یہ نام آپ نے بھی سنا، دیکھو ہمارے اتنے بڑے عالم ہیں اور لوگوں کو بہت محترم والمکرم ہیں ہاں جی، بھگوان داس چاولہ صاحب، اللہ کرے جو جنت اُن کے لیے بنی ہے وہ اُن میں رہیں، ہم اُن کے ساتھ ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اداروں کو یہ کرنا چاہیے اور میں اُن اداروں سے بھی مخاطب ہونا چاہتا ہوں جن پر پاکستان کی سالمیت کا انحصار ہے کہ آپ بھی اپنے اوپر عوام کے اعتماد کو قائم رکھنے کے لیے کوششیں کریں۔ آپ جمہوریت میں گھسنے کے لیے کوشش مت کریں۔ آپ جمہوریت کو derail کرنے کی کوشش نہ کریں، آپ جمہوریت کا احترام کریں، جمہوریت آپ کے سامنے سر جھکا دی گی، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ میں نے آج دل کی بڑی بڑی باتیں کرنے کی کوشش بھی کی ہے لیکن کیونکہ جانے کی بات ہے تو آج جانے کی ضد نا کرو لیکن آپ تو کہہ رہے ہیں کہ الوداعی تقریر ہے۔ کبھی الوداع نہ کہنا، ہم تو کبھی الوداع کہیں گے نہیں، اللہ آپ کو خوش رکھے، اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔

مشتاق صاحب، آپ اور دیگر بہت سارے دوست مجھے ہمیشہ بہت یاد آئیں گے۔ اگر پارٹی کا حکم ہوا، میں اس ایوان بالا میں ایک مرتبہ پھر آ بھی گیا تو میں آپ کا نام لوں گا، او سائیں سوہنا میں

آپ کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ میں آپ سب کو کبھی نہیں بھول سکتا جو آدمی کتابیں پڑھتا ہے، کتابیں لکھتا ہے تو وہ کسی بات کو چھوڑ نہیں سکتا اور کسی اچھی بات کو فراموش کیسے کر سکتا ہے۔ میں آپ تمام دوستوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکوں گا، آپ ہمیشہ مجھے یاد آئیں گے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں میرا بھرم رکھنا۔

مشتاق صاحب میں جب مدینہ گیا تو ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا پتہ نہیں مجھے کیا ہوا میں راستہ میں اُس نمازی کے سامنے نماز میں کھڑا ہو گیا تو اُس شخص نے جب اپنی نماز پوری کی تو اُس نے مجھ سے پوچھا بھائی کیا ہوا، آپ میرے پاس رک گئے ہو؟ میں نے اُس سے کہا بھائی کچھ نہیں ، میں کوئی مانگنے والا نہیں ہوں۔ آپ روضہ رسول ﷺ کی چھاؤں میں بیٹھے ہیں ایک مرتبہ اپنا سر اوپر کر کہ نبی ﷺ سے کہیں اللہ میرا بھرم رکھ اور میں جب تک زندہ رہوں میرا بھرم رہے۔ میں کلمہ پڑھ کر کہتا ہوں ، اُس نے کہا میاں صاحب اللہ نے آپ کا بھرم رکھ تو لیا ہے آپ کو اور کیا چاہیے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں ۔ میں ایک غریب آدمی کا بیٹا ہوں۔ میں صرف کہنے میں نہیں بلکہ عملاً ایک غریب آدمی کا بیٹا ہوں۔ میں ایک مزدور کا بیٹا ہوں اور مجھے اللہ پاک نے پاکستان کے اس ایوان بالا میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ پاک نے مجھے وفاقی وزیر بنایا اور یہ سب کچھ پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کی بدولت ہی ممکن ہوا۔ پاکستان پیپلز پارٹی ایک ایسی جماعت ہے جو گمنام قیادت کو اوپر لے کر آتی ہے۔ میری بہن سینیٹر کیشو سامنے تشریف فرما ہیں، آپ تصور تو کریں اور دیگر بھائی اس ایوان میں موجود ہیں ، کوئی تصور تو کرے اور یہ تمام ان ایوانوں میں موجود ہیں جو کہ میری جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی مرہون منت ہیں۔

جناب ! پیپلز پارٹی اپنے ورکروں کو کبھی نہیں بھولتی۔ پیپلز پارٹی کی قیادت ملک کے لیے ، جمہوریت کے لیے قربانیاں دینے سے کبھی پیچھے نہیں ہٹتی۔ میری قیادت نے ایسا کبھی نہیں کہا جاؤ قربانی چڑھ جاؤ اور خود حلوے کھاتے پھریں۔ ہماری قیادت پہلے خود قربانی دیتی ہے پھر ورکروں سے قربانی مانگتی ہے۔ ہماری قیادت پہلے خود مقتل گاہ کے لیے تیار ہوتی ہے پھر لوگوں کو مقتل گاہ بھیجتی ہے ، ہمارے ورکر ایسے نہیں اور ہماری قیادت ایسی نہیں ہے۔

سینیٹر سید فیصل علی سبزواری: ایم کیو ایم بھی ایسی جماعت نہیں ہے۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: بالکل ایم کیو ایم بھی ہماری جماعت ہے، ہمارے سندھ کی جماعت ہے، سندھیوں کی جماعت ہے، غلطیاں تو ہوتی ہیں۔ غلطیوں پر موڈ خراب بھی ہو جاتا ہے ہو سکتا ہے میں جب اُس موڈ میں ہوں جس دن طبعیت خراب ہو۔ علاوہ ازیں آپ نے ایک بہت اچھی بات کی ہے، آپ اچھے بھی ہیں اور آپ سندھ سے پیار کرتے ہیں اور کراچی بھی ہمارا ہے اور پورا سندھ بھی آپ کا ہے۔

میری ایک دوست چلی گئی ہیں۔ بے بی پتا نہیں کہاں چلی گئی ہے۔ میں اُن سے بھی مخاطب ہونا چاہ رہا تھا بس کیا کروں بے بی کو کوئی چھوڑتا ہے۔ میں تو بے کو نہیں چھوڑتا بے بی میری جان کے ساتھ رہے گی۔ اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ میں ڈپٹی چیئر مین صاحب آپ کا اور اپنے تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں۔ میں ایسا کسی رواج کے تحت نہیں کہہ رہا لیکن ایسا رواج یقیناً ہے۔ میں جذبات کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ میڈیا نے بھی میرا بہت ساتھ دیا اور میری عزت میں اضافہ کیا ہے۔ میڈیا نے بھی مجھے عزت اور بڑا مقام دیا ہے۔

پاکستان میں رہتے ہوئے میڈیا میں کام کرنا بہت مشکل کام ہے۔ سروں کا خطرہ مول لے کر ہمارے صحافی اور میڈیا کے دوست کام کرتے ہیں۔ ہمارے صحافی مشکل حالات میں کام کرتے ہیں اور بڑے کمال کے صحافی ہیں، ان میں کئی ایسے ہیں جن کو دُنیا میں پہچانا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے قلم کو اور طاقت دے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اداروں کو اپنی آزادی اور قوم کی آزادی کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ کرے آپ بار بار ان ایوانوں میں واپس آئیں، بار بار غلطیوں کو چھوڑ کر اچھائیوں کے پیچھے پڑ جائیں اس سے بڑی کوئی اور بات ہو نہیں سکتی۔

جناب! آج چیئر مین صاحب ایوان میں نہیں ہیں، میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں۔ ہم نے ہر موسم میں چیئر مین صاحب کا موڈ دیکھا ہے۔ چیئر مین صاحب، ہر وقت ہمیں یاد آتے ہیں۔ میں تو اُن کو موسموں کے ساتھ بدلتے موڈ کو بھی یاد کرتا رہتا ہوں جیسا موسم ہو، جیسے بہار ہو تو بہار کی طرح، بارش پڑ رہی ہو تو بارش کی طرح، گرمی ہو تو غصہ ایسا ہے کہ الایمان الحفیظ اور جس سے پیار کرنا ہے تو برملا پیار کرتے ہیں اور جب کسی کی بے عزتی کرنی ہو تو اُس سے بھی بالکل نہیں مڑتے۔ وہ ایک بہت بہادر ہیں اور ہمیشہ ہمت کے ساتھ اپنا موقف رکھتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ سنجرانی صاحب، آپ جہاں بھی ہوں اللہ آپ کو خوش رکھے اور اللہ آپ کو شاد و آباد رکھے۔

عون بھائی، میں آپ کا بھی ہوں۔آپ بھی میری نظر میں ہیں اور میں آپ کے نام کو ہی نہیں بھول سکتا، اللہ آپ کو خوش رکھے اور پاکستان کو قائم و دائم رکھے۔ اللہ پاک پاکستان کے لوگوں کی تمام مصیبتوں سے جان چھڑائے۔ اللہ پاک ایسا کرے کہ پاکستان کے لوگ کبھی خوشیاں بھی دیکھیں۔

جناب ! میرے بھٹو صاحب نے ایک بہت اچھی بات کی اور میں اپنی تقریر اس بات پر ختم کر رہا ہوں۔ بھٹو صاحب کسی ملک میں گئے جب واپس لوٹ کر آئے اور پھر وہ بات میں نے اپنے لفظوں میں بھی لکھی ہے۔ میری کتاب میں بھی وہ باتیں ہیں اور بھٹو صاحب نے بھی کیں اور میں نے بھی کیں تھیں۔ میں نے دیگر ممالک کے نوجوانوں کو دیکھا وہ تو ہنسی خوشی اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں تو میں نے اللہ تعالیٰ سے کہا اے اللہ پاک ! پاکستان کے نوجوانوں نے کیا قصور کیا ہے اور ہمیں کیوں ہنسی خوشی اپنی زندگیاں گزارنے کے مواقع میسر نہیں ہوتے؟ اللہ پاک پاکستان کے نوجوانوں کے مقدر میں بھی خوشیوں اور حقیقی آزادی کے دن لکھے ۔آپ کی بہت مہربانی۔ اللہ پاک آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔

جناب ! میں نے بی بی کو دیکھ لیا ہے ایک بات اور کہوں میرے عمل سے ، میری باتوں سے ۔ابھی ٹھہرو، ایک منٹ میری بات تو سنو، آپ سب کو، کہاں اٹھا کر لے جا رہے ہو۔آپ تو سنیں۔ میں آپ سے معافی مانگ رہا ہوں۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں ہم نے اچھی بات ہوئی ہو گی کوئی بری بات بھی یقیناً ہوئی ہو گی، کیوں سائیں۔

میرا کوئی ایسا جملہ جس سے آپ کی دل آزادی ہوئی ہو ، آپ کو بُرا لگا ہو اور ناراض کر دیا ہو یا آپ نے مجھ سے کوئی ایسی توقع نہ کی ہو۔اگر میں نے کبھی ایسا کہا ہو تو آپ اپنے بھائی کو معاف کر دیں۔ میں ہمیشہ آپ کا ہوں۔ میں جب بھی آپ سے ملوں گا احترام سے ملوں گا اور عزت سے ملوں گا ۔اللہ پاک آپ کو خوش رکھے اور ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ اللہ تعالیٰ میری قیادت کو لمبی زندگی عطا کرے ، قائم و دائم رکھے اور انہیں کامیابیاں عطا فرمائیں اور یقیناً میری قیادت پاکستان کی سلامتی کی علامت ہیں۔آپ کی بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ابھی ساڑھے بارہ بجے نیچے ہم نے تصویر لینی ہے۔ تمام ممبران سے گزارش ہو گی کہ نیچے تشریف لے جائیں۔

The House stands adjourned to meet again on Thursday, the 7th March, 2024 at 10:30 a.m.

(The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 7th March, 2024 at 10:30 a.m.)